محترم ومکرم مفتی صاحب (رحمہ اللہ) امید ہے کہ آپ سب احباب اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے خیر و عافیت سے ہوں گے۔ آپ کی خدمت میں پھر کچھ دینی سوالات پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں تاکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اُن کے جوابات آپ سے حاصل کر سکوں۔

سوال یہاں مدراس کے علاقے سے یہ بات آئی ہے کہ جہری نمازوں کی جماعت میں مقتدیوں کو سورۂ فاتحہ سننا چاہیے، (مقتدی کو) انفرادی طور پر پڑھنا ضروری نہیں۔ یہ قول کہاں تک صحیح ہے؟ (سائل عبدالرحمٰن یعقوب آٹیہ، میانمار، برما)

الجواب آپ کے سوالات کے مختصر اور جامع جوابات درج ذیل ہیں:

جہری نمازوں میں مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب (یعنی فرض) ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جہری نماز کے مقتدیوں کو فرمایا:

((لا تفعلوا إلا بأم القرآن فإنه لا صلٰوة لمن يقرأ بها .))

تم سوائے سورۂ فاتحہ کے اور کچھ بھی نہ پڑھو، کیونکہ بے شک جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (كتاب القرأت للبيهقي ص ٦٤ ح ١٢١ ، وقال البيهقي: و هذا إسناد صحيح و رواته ثقات)

اس حدیث کا راوی نافع بن محمود، جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہے، لہٰذا بعض علماء کا اسے مجہول یا مستور کہنا غلط و مردود ہے۔ دیکھئے میری کتاب "الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الجہریہ" فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ پر مزید تفصیل کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہے: (۱) جزء القرأت للبخاری (۲) کتاب القرأت للبیہقی (۳) تحقیق الکلام (از عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری)

سوال کہتے ہیں ابن خزیمۃ کی کتاب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی گئی ہے کہ کسی کو جماعت کی نماز میں رکوع مل جانے سے اُسے رکعت ملنا شمار کیا جائے گا تو اس بارے میں حقیقت کیا ہے؟ باوجود قیام نہ ملنے اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھ سکنے کے رکعت شمار کی جائے گی؟

الجواب یہ روایت صحیح ابن خزیمہ (ج ۳ ص ۵۸ ح ۱۶۲۲) میں یحییٰ بن ابی سلیمان عن زید بن ابی العتاب وابن المقبری عن ابی ہریرۃ کی سند سے موجود ہے۔ امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں: "فی القلب من هذا الإسناد فإني كنت لا أعرف يحيى بن أبي سليمان بعدالة ولا جرح" اس سند سے دل میں (ایک کھٹک) ہے کیونکہ میں یحییٰ بن ابی سلیمان کو جرح یا تعدیل کے ساتھ نہیں پہچانتا۔

صحیح ابن خزیمہ کے علاوہ یہ روایت سنن ابی داود (۸۹۳) سنن دارقطنی، سنن بیہقی اور مستدرک الحاکم (ج ۱ ص ۲۱۶، ۲۷۳، ۲۷۴ وصححہ ووافقہ الذہبی وخالفہ مرۃ اخریٰ) میں بھی یحییٰ بن ابی سلیمان کی سند سے موجود ہے۔

راقم الحروف نے ابوداود شریف کے حاشیہ "نیل المقصود فی التعلیق علی سنن ابی داود" (ج ۱ ص ۲۸۸، قلمی) میں یہ ثابت کیا ہے کہ یحییٰ مذکور، جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام بخاری نے اسے "منكر الحديث" کہا ہے۔

(جزء القرأت للبخاري ص ۵۷ ح ۱۵۷)

جو کہ شدید جرح ہے۔ یحییٰ بن ابی سلیمان کی حدیث کے جتنے شواہد ہیں سب بلحاظِ سند ضعیف ہیں۔ شیخ ناصر الدین البانی نے "مسائل احمد واسحاق" لاسحاق بن منصور المروزی سے ایک شاہد ذکر کر کے " وهذا إسناد صحيح رجاله ثقات رجال الشيخين " قرار دیا ہے۔ (سلسلة الاحاديث الصحيحة ۳/ ۱۸۵ ح ۱۱۸۸)

حالانکہ اس سند میں ابن مغفل المزنی کا تعین محل نظر ہے۔

تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب وغیرہما میں عبداللہ بن مغفل المزنی الصحابی

کے حالات میں عبدالعزیز بن رفیع کا بطورِ شاگرد تذکرہ نہیں ہے، بلکہ شداد بن معقل (الکوفی الاسدی) کے شاگردوں میں عبدالعزیز اور عبدالعزیز کے استادوں میں شداد کا ذکر ملتا ہے۔

عین ممکن ہے کہ اصل مخطوطہ میں ''ابن معصل'' غیر منقوط ہو جسے شیخ صاحب نے ابن مغفل سمجھ لیا ہے، حالانکہ اسے ابن معقل بھی پڑھا جا سکتا ہے، لہٰذا ضرورت یہ ہے کہ اس کتاب کے قلمی نسخوں کو دیکھا جائے تا کہ ابن مغفل یا ابن معقل کا تعین ہو سکے۔ ابن معقل کے تعین کی صورت میں یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہو جاتی ہے۔

سوال وتر کس طرح پڑھے جائیں؟ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پڑھی جائے؟ یا تین رکعتیں اکٹھی پڑھ کر ایک ہی تشہد میں سلام پھیرا جائے؟

الجواب وتر، پانچ، تین، ایک وغیرہ پڑھنا صحیح و جائز ہے۔

تین رکعت وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے، پھر ایک رکعت علیحدہ پڑھی جائے۔ اس کے بہت سے دلائل ہیں، مثلاً دیکھئے صحیح مسلم (ج ا ص ۲۵۴) صحیح ابن حبان (ج۴ص ۷۰) مسند احمد (ج ۲ ص ۸۶) المعجم الاوسط للطبرانی (ج ا ص۲۲۲)

تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنے والی روایت قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ قتادہ ثقہ امام اور مشہور مدلس ہیں۔ دیکھئے تقریب التہذیب وغیرہ۔

سلف صالحین سے تین وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے، دیکھئے: شرح معانی الآثار للطحاوی (۱/ ۲۹۳ وسنده حسن) اور المستدرك للحاکم (۱/ ۳۰۵ وسنده حسن) وغیرہ۔ لہٰذا یہ بھی جائز ہے لیکن صرف آخری رکعت میں قعدۂ تشہد ہوگا، یعنی اکٹھے تین وتروں میں دوسری رکعت میں تشہد نہیں ہے۔

سوال عیدین اور جنازہ کی نماز میں ہر تکبیر پر رفع یدین کر کے ہاتھ باندھنا صحیح ہے؟ یا صرف تکبیر اولیٰ ہی پر رفع یدین کر کے ہاتھ باندھنا چاہیے؟

الجواب تکبیراتِ عیدین میں ہاتھ باندھنا ہی راجح ہے، حالتِ قیام قبل از رکوع میں ہاتھ باندھنے پر اتفاق ہے۔ مولانا محمد قاسم خواجہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''بعض لوگ تکبیرات عید کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دیتے ہیں، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ حالانکہ یہ حالتِ قیام ہے، اس لئے بارگاہ ایزدی میں دست بستہ ہی کھڑا ہونا چاہیے۔''

(حی علی الصلاۃ ص ۱۵۳۔۱۵۴)

سوال عیدین کی نماز سے پہلے جو تکبیریں کہی جاتی ہیں تو یہاں ہوتا یہ ہے کہ ایک شخص پہلے بلند آواز سے مائیک میں تکبیر کہتا ہے، پھر حاضرین جواباً مجموعی طور پر تکبیر کہتے ہیں، کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟

الجواب میرے علم میں یہ عمل ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

سوال عیدین میں خطبہ کے بعد امام اور جماعت کا ہاتھ اُٹھا کر مجموعی طور پر دُعا مانگنا صحیح ہے؟

الجواب یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور دعا مانگنا ثابت ہے لیکن اس موقع پر مقتدیوں کا امام کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت نہیں، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا نہ کی جائے۔ واللہ اعلم

سوال عیدین میں خطبۂ عید کے بعد عید مبارک کی ملاقات کرنا اور بغل گیر ہونے کا جو دستور ہے، شرعاً کیسا ہے؟

الجواب بغل گیر ہونے کا کوئی ثبوت میرے علم میں نہیں ہے، البتہ تقبل اللہ منا و منك والی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ علمیہ ۲/ ۱۳۲، ۱۳۳)

سوال ذوالحجہ کے مہینے میں مسجدوں میں جماعت کی فرض نمازوں کے بعد تکبیریں جو کہی جاتی ہیں، وہ کب سے کہی جائیں؟ ۹ سے ۱۳ تاریخ تک یا یکم سے ۱۳ تاریخ تک؟ (چونکہ سورۂ فجر میں وَلَيَالٍ عَشْرٍ کی قسم کھائی گئی ہے)

الجواب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان تکبیرات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ سے اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ (فتح الباری ۲/ ٤٦٢) البتہ سلف صالحین سے مختلف اوقات وایام میں مختلف الفاظ کے ساتھ تکبیرات کہنا ثابت ہے۔

(دیکھئے: فتاویٰ علمیہ ۲/ ٤٨٠، ٤٨١)

سوال اگر عید جمعہ کے دن ہو تو کیا خطبۂ جمعہ ساقط ہو جاتا ہے؟ یعنی صرف ظہر پڑھنی چاہیے؟

الجواب عید اگر جمعہ کے دن ہو تو نماز عید پڑھنے کے بعد، اس دن جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے، لہٰذا اختیار ہے کہ نماز جمعہ پڑھیں یا نماز ظہر لیکن نبوی عمل کی روشنی میں اس دن نماز جمعہ پڑھنا افضل ہے۔ سنن ابی داود (حدیث: ۱۰۷۰ وسندہ حسن) میں آیا ہے:

"صلی العید ثم رخص فی الجمعة فقال: ((من شاء أن یصلی فلیصل))

آپ نے نماز عید پڑھی، پھر نماز جمعہ میں رخصت دے دی اور فرمایا: ''جو شخص نماز جمعہ پڑھنا چاہے پڑھ لے۔''

اسے ابن خزیمہ (١٤٦٤) حاکم اور ذہبی (المستدرك ج ١ ص ٢٨٨) وغیرہم نے صحیح کہا ہے۔

ایاس بن ابی رملۃ جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق اور حسن الحدیث ہیں۔ احکام العیدین للفریابی (ص ۲۱۱ تا ۲۱۸) میں اس کے بہت سے شواہد موجود ہیں۔

سوال جمعہ کے خطبہ سے قبل جو نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں، وہ دو دو رکعتیں کر کے پڑھی جائیں یا چار رکعتیں اکٹھی بھی پڑھی جا سکتی ہیں؟ (کیونکہ مشاہدہ یہ ہے کہ لوگ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد چار رکعتیں اکٹھی پڑھتے ہیں)

الجواب یہ رکعتیں و دیگر سنن ونوافل دو دو کر کے پڑھی جائیں، کیونکہ حدیث میں آیا ہے: ((صلوٰۃ اللیل والنھار مثنٰی مثنٰی)) رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے۔ (سنن أبي داود کتاب الصلاۃ باب صلوٰۃ النھار رقم الحدیث: ١٢٩٥)

اس کی سند حسن ہے، اسے ابن خزیمہ (۱۲۱۰) اور ابن حبان (۶۳۶) وغیرہم نے صحیح

قرار دیا ہے۔ علوم الحدیث للحاکم (ص ۵۸) میں اس کا ایک حسن شاہد بھی ہے۔ السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۲ ص ۴۸۷) میں اس کا صحیح موقوف شاہد ہے۔

علی بن عبداللہ البارقی جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہیں، لہٰذا حسن الحدیث ہیں اور ان کا تفرد چنداں مضر نہیں ہے۔

سوال جمعہ کی فرض نماز کے بعد جو چار رکعتیں سنت ہے وہ دو دو رکعتیں پڑھنی ہے؟ یا چار رکعتیں اکٹھی ایک سلام سے بھی پڑھی جا سکتی ہیں؟

الجواب دو دو کر کے پڑھی جائیں، جیسا کہ ابھی گزرا ہے۔

سوال سجدۂ تلاوت نفل نمازوں کے ممنوع اوقات میں (یعنی نماز فجر اور نماز اشراق کے درمیان، اور نماز عصر اور غروبِ آفتاب کے درمیان کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ سجدۂ تلاوت فرض ہے؟ واجب ہے؟ کیا ہے؟

اگر ان اوقات میں تلاوت کے وقت آئے ہوئے سجدۂ تلاوت کو ان اوقات میں نہ کر کے بعد میں کر لیا جائے تو کیسا ہے؟

الجواب طلوع آفتاب، زوال اور غروب آفتاب سے بچ کر سجدہ تلاوت کرنا بہتر ہے۔

سجدۂ تلاوت سنت ہے۔ واجب یا فرض نہیں اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے سورۂ نجم سنی اور سجدہ نہیں کیا۔

(صحيح البخاري: ۱۰۷۲، صحيح مسلم: ۵۷۷)

مزید تفصیل کے لیے ماہنامہ شہادت (ج ۶ شمارہ ۵ مئی ۱۹۹۹ء) ''سوال و جواب، قرآن وسنت کی روشنی میں'' (ص ۲۹) کا مطالعہ کریں۔ سجدہ تلاوت بعد میں کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم

سوال مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی شخص کے ٹھیک پیچھے دوسرا شخص اپنی انفرادی نماز پڑھ رہا ہو تو کیا وہ بیٹھا ہوا شخص اُس نمازی کے سلام پھیرنے سے قبل اپنی جگہ سے اُٹھ کر جا سکتا ہے؟

الجواب جا سکتا ہے۔

سوال کئی مسجدوں میں (خاصکر رمضان المبارک میں) نمازیوں کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ مسجد کا حال اور صحن پُر ہو جانے پر اوپر تک جانے کی سیڑھی کے راستے اور چوڑی سیڑھی پر بھی لوگ نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، جس سے بعد میں آنے والے جماعت میں شامل ہونے کے لیے اوپر تک جانا چاہیں تو اُن کو نمازیوں کے سامنے سے گزرنا ہوگا، تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے؟ جماعت چھوڑ دے؟ یا نمازیوں کے سامنے سے گزر جائے؟

الجواب سترۃ الامام سترۃ المصلی کے اصول کی رُو سے اگر امام نماز پڑھ رہا ہو تو گزر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ دروازے کے پاس یا باہر صف بنالیں تاکہ نمازی کے آگے سے نہ گزرنا پڑے۔

سوال جنازہ لے جاتے وقت پہلے سر ہونا چاہیے یا پیر؟ یعنی سرہانے سے لے جایا جائے یا پیرانے سے؟

الجواب جس طرح عام چارپائی پر انسان لیٹتا ہے اُسی طرح میت کو کفن کے بعد لٹایا جائے، پھر اسے اس طرح جنازہ گاہ اور قبر کی طرف لے جایا جائے کہ اس کا سر آگے ہو۔

سوال میت کو قبر میں دفنانے کے بعد قبر کے سرہانے سورۂ اخلاص (تین بار) سورۂ فلق، سورۂ ناس، سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع اور پیرانے سورۂ بقرہ کا آخر رکوع پڑھنے کے بعد حاضرین ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں مانگتے ہیں تو ایسا کرنا شرعاً ٹھیک ہے؟

الجواب قبر پر مذکورہ سورتوں یا قرآن کا کوئی حصہ پڑھنا صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

(صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلوٰۃ النافلۃ فی بیتہ، ح ۷۸۰) کی ایک حدیث سے متعدد علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ قبرستان میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ابوحنیفہ وغیرہم سے اس کی کراہت منقول ہے۔

دیکھئے اقتضاء الصراط المستقیم (ص ۱۸۲) مسائل ابی داود (ص ۱۵۸) وغیرہما۔

عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج کی جس روایت میں آیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وصیت کی تھی کہ اُن کی قبر پر، دفن کے بعد سورۃ البقرۃ کا شروع اور آخری حصہ تلاوت کیا جائے وہ بلحاظِ سند ضعیف ہے۔

اس کا راوی عبدالرحمٰن مجہول الحال ہے۔ اسے ابن حبان کے علاوہ کسی نے بھی ثقہ نہیں کہا۔ اس کے دوسرے راوی حسن بن احمد الوراق اور علی بن موسیٰ الحداد بھی مجہول الحال اور غیر معروف ہیں۔

قبرستان میں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا صحیح ہے۔ (دیکھئے: صحیح مسلم، کتاب الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: ۹۷۴)

سوال کوئی اعتکاف کے لیے بیسویں رمضان کی اذانِ مغرب سے قبل کسی مجبوری اور لاچاری کی وجہ سے مسجد نہ پہنچ سکے تو کس وقت تک اُس کا مسجد پہنچنا اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے؟

الجواب مسنون یہی ہے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے اگر کسی مجبوری کی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو اعتکاف صحیح ہے، لیکن مسنون اعتکاف کے ثواب سے محروم ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

سوال معتکف کو کس وقت اپنے حجرے میں داخل ہونا چاہیے؟

الجواب اکیسویں روزے کو نماز فجر پڑھ کر اعتکاف والے حجرے میں داخل ہونا چاہیے۔ "کان النبي ﷺ إذا اراد أن یعتکف صلی الفجر ثم دخل معتکفه." "نبی ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو صبح کی نماز پڑھ کر جائے اعتکاف میں داخل ہو جاتے۔ (صحیح مسلم: ۱۱۷۲)

سوال معتکف اپنے حجرے کے باہر مسجد کے احاطے میں نماز، تلاوتِ قرآن، دعا وغیرہ کر سکتا ہے؟

الجواب اس کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں، چونکہ اعتکاف کا ایک خاص مقصد ہے، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ فرض نماز کے علاوہ جائے اعتکاف میں یہ امور انجام دے۔

سوال کیا یہ صحیح ہے کہ معتکف بلا شرعی حاجت کے غسل وغیرہ نہ کرے؟

الجواب معتکف کے لیے جائز ہے کہ جب چاہے غسل کرے۔ شریعت میں اس کی ممانعت منقول نہیں۔ تاہم اسے مسجد میں موجود غسل خانے میں ہی غسل کرنا چاہیے۔ اس کا احاطہ مسجد سے بدون شرعی عذر نکلنا صحیح نہیں ہے۔

سوال عید کے چاند کی اطلاع پر معتکف کے مسجد سے گھر لوٹنے کے قبل دو رکعت نماز پڑھنا کیا ضروری ہے؟ یہ دو رکعت کون سی نماز ہے؟

الجواب میرے علم میں ان دو رکعتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

سوال کوئی شخص اپنے بیٹے کے عقیقہ کے لیے دو بکرے یا بھیڑ ذبح کرنے کے بجائے عید الاضحیٰ کے موقع پر گائے میں سات قربانیوں کے حصوں میں دو حصے عقیقہ کے شامل کر سکتا ہے؟

الجواب مسنون یہی ہے کہ عقیقہ میں بکری (بکرا) اور بھیڑ (نر یا مادہ) ذبح کئے جائیں۔ گائے یا اونٹ وغیرہ کا عقیقہ میں ذبح کرنا ثابت نہیں ہے، چہ جائیکہ اُن کے اندر حصے کئے جائیں جس روایت میں " فليعق عنه من الابل والبقر والغنم " یعنی: اس کی طرف سے اونٹ، گائے اور بکریاں، عقیقہ میں ذبح کی جاسکتی ہیں۔

(المعجم الصغير للطبراني ج١ ص ٨٤)

اس کی سند مسعدہ بن الیسع وغیرہ کی وجہ سے موضوع و باطل ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بچے کی طرف سے ایک اونٹ بطورِ عقیقہ ذبح کریں تو انھوں نے فرمایا: "معاذ الله! ولكن ما قال رسول الله ﷺ شاتان مكافأتان ." یعنی میں (اس بات سے) اللہ کی پناہ چاہتی

ہوں، لیکن (میں وہ کروں گی) جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دو بکریاں۔

(السنن الکبریٰ للبیهقي ج۹ ص ۳۰۱ شرح مشکل الآثار للطحاوي: ۱۰۴۲ وسنده حسن)

اس حسن روایت سے کئی مسائل ثابت ہوتے ہیں، مثلاً

۱: عقیقے میں گائے یا اونٹ وغیرہ ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔

۲: قرآن وحدیث کو تمام آراء وفتاویٰ پر ہمیشہ ترجیح حاصل ہے، بلکہ ہر رائے اور ہر فتویٰ جو قرآن وحدیث کے خلاف ہے مردود ہے۔

۳: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبردست فضیلت ہے کہ آپ اتباعِ سنت میں بہت سختی کرنے والی تھیں۔

سوال ایک ملک میں رہنے والا دوسرے ملک کو اپنی زکوٰۃ کی رقم بھیج سکتا ہے؟ یا اپنی قربانی دوسرے ملک میں کروا سکتا ہے؟ (واضح رہے کہ ملکوں کی کرنسی کے نرخ میں کافی فرق ہوتا ہے)

الجواب بغیر شرعی عذر کے ایک علاقے کے لوگ دوسرے علاقے میں زکوٰۃ نہ بھیجیں۔

((تؤخذ من اغنیائهم و ترد علی فقرائهم)) ان کے امیروں سے لے کر اُن کے غریبوں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ (صحیح بخاري: ۱۳۹۵، صحیح مسلم: ۱۹)

دوسرے ملک میں قربانی کا ثبوت مجھے معلوم نہیں ہے۔

سوال اسی طرح ایک ہی ملک کے ایک شہر سے دوسرے شہر یا علاقے کو زکوٰۃ اور قربانی بھیج سکتا ہے؟

الجواب اس کا وہی جواب ہے جو ابھی گزرا ہے۔

سوال وفات کے وقت کوئی مسلم دو بیویاں چھوڑے، ایک کی اولاد ہو، دوسری کی نہ ہو تو وراثت میں بے اولاد بیوی کا کتنا حق ہوگا؟

الجواب نصِ قرآن (النساء: ۱۲) کی رُو سے اُسے ثمن یعنی 1/8 ملے گا۔

سوال ایک مسلم مرد کی تین بیویاں ہیں۔ دوسری (جو پہلے بیوہ تھی) پہلی کی سگی

بہن ہے، چونکہ دو بہنوں کو نکاح میں اکٹھا کرنا منع ہے، دوسری سے نکاح کرنے سے پہلی کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ یا دوسری کا نکاح باطل ہے؟ تینوں بیویوں سے اولاد بھی ہے۔ چنانچہ دوسری سے پیدا ہوئے بچوں کی حیثیت کیا ہے؟ دوسری سے نکاح کے بعد پہلی بیوی سے پیدا ہونے والے بچوں کی حیثیت کیا ہے؟ مرد کے انتقال پر وراثت میں سب بیویوں کی اولاد کو حق ملے گا؟ وراثت میں تینوں بیویوں کا حق ہوگا؟

الجواب دوسری بیوی جو پہلی بیوی کی سگی بہن ہے، پہلی کی زندگی وحالتِ شادی کی صورت میں دوسری سے نکاح باطل ہے۔ اگر زوج اور زوجہ ثانیہ کو حرمت کا علم تھا تو سزا بھی ملے گی۔ دوسری کی اولاد کا وراثت میں کوئی حق نہیں ہے۔ واللہ اعلم

سوال زید کی نکاح شدہ مسلم بیوی بغیر طلاق لئے اپنے شوہر کو چھوڑ کر چلی گئی اور دوسرے مسلم مرد کے ساتھ کئی سال رہنے کے بعد زید کے پاس واپس لوٹ آئی۔ کیا زید کا نکاح باقی رہتا ہے؟ کیا اُسے نکاح کی تجدید کرنی ہوگی؟ اگر بیوی مسلم مرد کے بجائے کسی غیر مسلم مرد کے پاس رہ کر آئی ہو تو اس صورت میں پھر اسے اپنانے کے لئے زید کو کیا کرنا ہوگا؟

الجواب زید کی مذکورہ بیوی زانیہ ہے، اس کے نکاح کی کوئی تجدید نہیں ہوگی، البتہ اسلامی حکومت و شرعی عدالت کو اسے سنگسار کر دینا چاہیے۔